سلسلہ خطبات جمعہ　　شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

عقائد کی اہمیت‘ توحید ورسالت کا تلازم اور مشرکین کا اندوہناک انجام

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم صلی الله علیه وسلم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ[الانعام : 151]

ترجمہ: ’’کہہ دو تم آؤ میں سنادوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے کہ شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور نہ مار و اپنے اولاد کو مفلسی (کے خوف) سے‘ رزق ہم دیتے ہیں تم کو اور ان کو اور بے حیائی کے قریب مت جاؤ خواہ ظاہری ہو یا باطنی‘ اور قتل نہ کرو اس جان کو جس کا قتل حرام کیا اللہ نے مگر حق پر تم کو یہ حکم کیا جاتا ہے تا کہ تم سمجھو۔‘‘

وعن عبدالله بن مسعودؓ قال قال رجل یارسول الله ای الذنب عندالله اکبر قال ان تدعوالله ندا وهو خلقک الحدیث (بخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود روایت کر رہے ہیں آنحضرت ﷺ سے کہ ایک شخص نے آپؐ سے سوال کیا کہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے‘ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہ جس نے تم کو پیدا کیا اس کے ساتھ شریک ٹھہرانا سب سے بڑا گناہ ہے۔

عقائد کی اہمیت:

محترم حاضرین! اسلامی تعلیمات میں بنیادی ستون عقائد کا ہے‘ اگر عقیدہ درست نہ ہو‘ جتنے اعمال صالحہ کئے جائیں ان کی حیثیت ایسے بدن کی ہے جس میں روح موجود نہ ہو۔ ہمارے تمام اعضاء اپنی اپنی ڈیوٹی ادا کرتے رہتے ہیں‘ جب روح پرواز کرے وہی اعضاء وبدن موجود ہے مگر نہ ہاتھ و پاؤں وہی فرائض ادا کر سکتے ہیں اور نہ بدن کے اور حصے قیامت کے روز بھی نجات یافتہ وہ فرد ہوگا جس کے عقائد قرآن وسنت رسول ﷺ اور صحابہؓ کے عقائد کے مطابق اور

موت تک اسی پر ثابت قدم رہے' جو مسلمان چاہتا ہو کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جنت حاصل کر کے دوزخ سے محفوظ ہو جائے گویا نجات کا دارومدار قیامت کے روز عقائد کی صحت پر ہے نہ کہ اعمال پر۔ عقائد میں سب سے اہم اور کلیدی کردار اس عقیدہ کو ہے کہ اللہ کو وحدہ لاشریک مان کر یہ یقین محکم کہ رب کائنات ہی عبادت کے لائق' ہمارا خالق ومالک' پالنے والا' صحت وبیماری کی نعمت دینے والا الغرض ہر قسم کا نفع ونقصان اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ دل کی بات اور عقیدہ ہے اگر دل میں یہ بات نہ ہو تو ایمان نہیں اس کے ساتھ شرط کلمہ شھادۃ کا یہ جزو بھی ہے کہ جس طرح دل میں اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے کا عقیدہ ہے

توحید ورسالت کا تلازم:

اسی طرح لازمی ہے کہ کلمہ شہادت کا دوسرا جز بھی موجود ہو کہ رحمۃ دوعالم ﷺ اللہ ہی کے مبعوث کردہ آخری پیغمبر اور اللہ نے بندوں کے لئے اپنے طرف جو قانون ہدایت ان کے ذریعہ دیا ہے میں آپ ﷺ کے ہر حکم کا متبع ہوں گا جس طرح اللہ کے ساتھ کسی کو معبودیت' خالقیت' مالکیت الغرض اس کے کسی صفت کمال میں شریک ماننا شرک ہے اسی طرح سراپائے رحمت محمد الرسول ﷺ کے اس عظیم منصب رسالت میں کسی دوسرے کو شریک یا اس کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد تا قیامت اس منصب جلیلہ کا مستحق سمجھنا بھی شرک ہی کے برابر کفر اور موجب جہنم ہے۔ خدا اور رسول میں تفریق پیدا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ موجودہ دور کے فکری آوارگی' ایمان سوز فضاؤں' جدید اسلامی خیالات' اعتدال پسندی اور روشن خیالی کی آڑ میں اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ کو مانتا ہوں مگر محمد رسول اللہ کو نہیں مانتا یا محمد الرسول اللہ کو پیغمبر مانتا ہوں' اللہ کو وحدہ لاشریک نہیں مانتا' اس قسم کا عقیدہ رکھنے والا دونوں اسلام کے دائرہ سے خارج ہیں۔ صرف جاننا اور ماننا بھی کافی نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے جملہ احکامات پر بلا کسی رد وکد وچوں چرا عمل کرنا بھی لازمی ہے۔ یہ تو قرآن سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ منکرین رسالت اور کفار بھی یہ جانتے تھے کہ نبی واقعی من جانب اللہ نبی ہے اور جو کتاب اس پر نازل ہو چکی ہے وہ بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے اس کے باوجود وہ ضد' عناد اور کج روی کی وجہ اللہ کے واحد ہونے یا نبی کے حقانیت اور اس پر نازل شدہ کتاب سے انکار پر مصر رہے۔ جبکہ رب العزت نے اللہ اور رسول کے درمیان فرق کرنے والوں کو بغیر کسی ابہام کے صریح تنبیہ فرما کر ان کا انجام ذکر فرمایا ہے۔

منکرین رسالت کا انجام:

ارشاد باری ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا O اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا O (النساء ۱۵۰۔۱۵۱)

ترجمہ: "جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور اس طرح چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں

کے درمیان فرق پیدا کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں (کہ اپنی طرف سے) بین بین راہ تجویز کریں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کیلئے ہم نے ذلت آمیز سزا تیار رکھی ہے۔''

خلاصہ ان آیات کا یہ ہے کہ ایمان کیلئے جیسے اللہ کو وحدہ لاشریک ماننا ضروری ہے اسی طرح تمام انبیاء کو اللہ کا رسول اور برحق ماننا بھی ایمان کے تکمیل کا حصہ ہے۔ یہودیوں نے اپنے ذاتی خواہشات اور حسد اور کینہ کے بناء پر آنحضرت ﷺ کی نبوت سے انکار اور دشمنی پر اتر آئے تو اللہ نے ان کو دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی سے دوچار فرمایا۔

منصب رسالت: محترم ساتھیو! ہر زمانے کے پیغمبر کی تابعداری اس زمانے کی امت پر رب العالمین کی طرف سے فرض ہے۔ منصب رسالت کا یہی تقاضا ہے کہ اس کے تمام احکام کو اللہ کے احکام سمجھے جائیں۔ پیغمبر کے کسی فیصلہ اور حکم کی خلاف ورزی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ رب العزت کا فرمان ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (نساء ۶۵)

ترجمہ: ''پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے فیصلہ کرائیں گے اور بعد میں آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں۔ اور (آپ کے فیصلہ کو) (مکمل طور پر) پورا پورا تسلیم کرلیں۔''

الغرض ایمان کے دائرہ میں داخل رہنے کیلئے حق تعالیٰ نے یہ شرط لگائی کہ جب تک تمام امور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد الرسول ﷺ کے ہر حکم، فیصلے، سنت اور حدیث کے مطابق طے نہ کئے جائیں اور ان احکامات پر عمل کرنے سے اس کے دل میں کوئی خفگی پیدا نہ ہو تو اس وقت تک وہ شخص اپنے آپ کو حقیقی و سچا مسلمان کہلوانے کا مستحق ہی نہیں۔ سورۃ احزاب میں مالک الملک نے اطاعت اور فرمانبرداری کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔

خالق اور مخلوق کے حقوق اور فرائض:

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی مسلمان مرد اور عورت کیلئے یہ قطعاً مناسب نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی مسئلہ میں حکم فرمادیں۔ اس معاملہ میں اپنے طرف سے کمی، بیشی کسی قسم کی گڑبڑ کرنے کا اختیار نہیں۔ اس حتمی حکم سے جو کوئی اختلاف یا نافرمانی کرے تو اس کے گمراہ ہونے میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اس کی یہ روشن خالی، فکری آوارگی اور مذہب دشمنی بالکل واضح ہے، اگر اس عذاب سے محفوظ رہنا ہے تو ایک ہی راستہ ہے جسے آنحضرت ﷺ نے امت کیلئے واضح کردیا ہے، حضرت معاذ بن جبل حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

یا معاذ! تدری ماحق اللہ علی عبادہ و ما حق العباد علی اللہ قلت اللہ ورسولہ اعلم

قال فان حق الله علی العباد ان یعبدوہ ولایشرکو ابہ شیأ وحق العباد علی الله ان الا یعذب من لایشرک بہ شیأ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے، میں نے (معاذ) عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کرے''

یعنی اسی کو ایک سمجھیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ اللہ ان وحدہ لاشریک کو یک وتنہا ماننے والوں کو عذاب سے محفوظ رکھے۔ جیسے کہ پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ انسانی عقل وعرف کا بھی یہی مطالبہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے احسانات ہوں اسی کے ساتھ محبت وتعلق جوڑ کر اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جس کا وہ خواہش مند ہو۔ خطبہ کے ابتداء میں آپ حدیث سن چکے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا گناہ ہوگا کہ جس خالق نے تمہیں منی کے نجس قطرہ سے پیدا کر کے حسین وجمیل شکل وصورت سے نوازا اسے چھوڑ کر اوروں کی تابعداری کی جائے، یہ تو ناقابل معافی ناشکری، محسن سے غداری اور بے وفائی کا ارتکاب ہے۔ احادیث مبارکہ میں شرک سے بچنے کی اس حد تک تاکید فرمائی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی نے محمد رسول ﷺ سے کہا ''جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے۔'' دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم اچھے لوگ ہو اگر تم شرک نہ کرتے تم اگر کہتے کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے'' یہ شرک۔

امام الانبیاء کا وصیت نامہ:

معزز سامعین! ابتداء میں تلاوت کردہ آیت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے آقا، نبی کریم ﷺ کا وصیت نامہ پڑھنا، اور دیکھنا چاہے ایسا وصیت نامہ جس پر حضور ﷺ کی مہر ثبت ہو تو وہ اس آیت کریمہ کو پڑھ لے اس میں وہ وصیت موجود ہے جو آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے امت کو دی ہے اس وصیت میں جن مامورات اور منہیات کا ذکر ہے اس وصیت کا پہلا جملہ اسلام کے اساسی عقیدہ الّا تشرکوا بہ اللہ یعنی اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ، اسی اہمیت کے پیش نظر ابتداء سے شرک پر بات کرنا شروع کر دیا۔ یاد رہے کہ اللہ کیساتھ کسی کو شریک بنانا بڑا ظلم ہے ارشاد باری ہے: اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان۔۱۳)

یہ اس قدر سنگین گناہ ہے کہ اسے گناہوں میں ''اکبر الکبائر'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جہاں قرآن واحادیث نبوی میں لاتعداد گناہوں کو معاف کرنے کا حق تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ذکر فرماتے وہاں یہ بھی ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ کہ ایک گناہ ایسا بھی ہے یعنی شرک جسے اللہ نہیں بخشتا۔

مشرک کا سب سے بڑا جرم: سورۃ انعام میں حکم الٰہی ہے:

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَ مَاْوٰہُ النَّارُ

ترجمہ: ''جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کے ساتھ اس کے ماسوا اس پر جنت حرام اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔''

جو چند آیات اور حضور کے زرین اقوال میں نے ذکر کئے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ معاصی میں سب سے زہریلا اور بڑا جرم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔

رب العزت نے اس عالم کون ومکان اور تخلیقات کے وجود میں لانے کے بعد جتنے انبیاء اور رسول اس دنیا میں بھیجے اور تمام کی تعلیمات کا خلاصہ اور مقصد صرف یہی تھا کہ الا تعبدوا الا اللہ کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس ذات کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محمد الرسول ﷺ تک مبعوث ہونے والے تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد پوری انسانیت کو اسی نکتہ وحدانیت کی طرف دعوت دینا تھا۔ ایمان کی شرط یہ ہے کہ جو فرد اس دولت سے مالا مال ہونا چاہے سب سے پہلے یہی اقرار کرتا ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' گویا ایمان کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی یہی سبق سکھایا جاتا ہے کہ اے ایمان لانے والے تیرا سب سے پہلا فریضہ یہ ہے کہ شرک سے اجتناب کرو۔ آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء نے بھی اپنے امتیوں کو پہلی دعوت یہ دی کہ شرک سے چھٹکارا حاصل کرو۔

مشرک: تمام اعمال صالحہ کو ضائع کر دیتا ہے:

حاضرین کرام! مشرک اگر بہت بڑا ولی بن جائے' بار بار عمرے اور حج کی ادائیگی کرے' ہزاروں فقراء ومساکین میں صدقات تقسیم کرے' ساری ساری رات بیٹھ کر ذکر اللہ میں مصروف رہے' دن کو روزہ رکھے' مساجد اور مدارس کی تعمیر میں سب لوگوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ الغرض عمر کا سارا حصہ اعمال صالحہ میں گزارے اور اس کے ساتھ شرک کے مہلک مرض میں بھی مبتلا ہو تو مذکورہ تمام نیک اعمال اس کے بیکار وضائع ہیں' وجہ یہ کہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (سورۃ الزمر۔ ۶۵)

''اگر تو شرک کا ارتکاب کرے تو تیرے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تو نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جائیگا''

یعنی اللہ تعالیٰ کے ہر حکم وقانون کو مان کر اس کے مطابق عمل کرنے کا نام عبادت ہے' اور یہ یقین کرنا کہ ہر قسم کی عبادت اسی کیلئے کی جائے اور وہی معبود حقیقی ہے جس کا کوئی شریک نہیں نہ صرف اس کے ذات میں بلکہ صفات میں بھی۔ عمل ضائع ہونے کا خطاب اس آیت میں آنحضرت ﷺ کو ہے' حالانکہ انبیاء کرام تمام گناہوں سے پاک ہیں اور محفوظ بھی ہیں' رب کائنات انبیاء کرام کی حفاظت خود فرماتے ہیں لیکن امت کو سمجھانے اور ان کے دلوں میں شرک کی نفرت پیدا کرنے اور اس بدترین گناہ کی ہولناکی کو بیان کرنے کیلئے فرمایا کہ اگر بالفرض والمحال اللہ کے محبوب ترین اور

خاص مقرب بندہ سے بھی یہ جرم صادر ہو جائے تو اس کے بھی تمام اعمال غارت ہو کر ضائع ہو جاتے ہیں۔

مشرک: کائنات کا بدترین فرد:

شرک کرنے والا کائنات کا وہ بدترین فرد ہوتا ہے کہ اللہ کا محبوب پیغمبر بھی اگر اس کے لئے بخشش کی دعا کرے اس کی مغفرت نہیں۔ آپ حضرات نے کئی بار عبداللہ ابن ابی کا نام سنا ہے' بظاہر مسلمان اور دل شرک و نفاق کے خبث سے بھرا پڑا تھا' اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے کوئی موقع مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کا نہ چھوڑا قدم قدم مسلمانوں کے لئے آستین کے سانپ سے بڑا دشمن ہونے کے اس مجسمہ نفاق کے کارستانیوں سے آپ واقف ہیں۔ رحمت دو عالم سراپائے رحمت محمد الرسول اللہ ﷺ کی شفقت ہمیشہ اس بات کی متقضی رہتی کہ کوئی انسان بھی وارد جہنم نہ ہو۔ ابن ابی کے مرنے کے بعد ان کے مغفرت کی دعا کا ارادہ فرمایا مگر اس ازلی بدبخت کے بارہ میں اللہ کا حکم نازل ہوا۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (سورۃ توبۃ)

''آپ منافقوں کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں اگر آپ ان کیلئے ستر بار بھی دعائے مغفرت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔''

ستر (۷۰) سے مراد یہ نہیں کہ اگر اس سے زیادہ عدد دعا کرلیں تو قبول ہوگی بلکہ یہ عربوں کا مقولہ تھا جیسے ہر قوم کا اپنا عرف ہوتا ہے مثلاً اتنے بار بھی مجھے سفارش کرو پھر بھی میں نہ مانوں گا۔ مقصد جس بات کا منوانا مقصود ہو اس کی نفی ہوتی ہے' قرآن و حدیث شرک کی مذمت سے بھرے پڑے ہیں' کہیں اس غلط فہمی میں ہم مبتلا نہ ہوں' کہ ہم تو مسلمان ہیں صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں' صدقات و خیرات بھی ادا کرتے ہیں' ہم کیسے مشرک ہو سکتے ہیں' تو یاد رکھیں ہر وہ شخص مشرک ہے جو اللہ کے ساتھ شریک سمجھ کر اس سے اپنی حاجات اور توقعات کے حصول کی توقع رکھے کہیں ہمارا عمل تو اس مذموم عقیدہ کے مطابق نہیں۔

توحید: انبیاء کا مشن:

معزز حضرات! جیسے کہ پہلے بھی میں نے ذکر کیا کہ تمام انبیاء کا مشن یہی تھا کہ عبادت صرف اللہ کی ہو قرآن کی تلاوت سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ تمام انبیاء کو اللہ نے جس دعوت کے پھیلانے کا فریضہ حوالہ کیا اس میں ایک ہی طرز اختیار کر کے وحدانیت الٰہی کی تلقین ہے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد باری ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (آیت ۵۹)

ترجمہ: ''بے شک ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا تو اس نے کہا کہ اے میری قوم تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر اس طور پر فرمایا:

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ (اعراف ۶۵)

ترجمہ: ''قوم عاد کے پاس انکے بھائی ہود علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور یقین کرلو کہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

یہی طریق خطاب ابراہیم علیہ السلام کا بھی ہے:

وَ اِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (العنکبوت. ۱۶)

ترجمہ: ''اور ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کے پاس بھیجا' تب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو' اس سے ڈرو' یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو''

رسول کا اولین کام' دعوتِ توحید:

آقائے نامدار خاتم النبیین ﷺ جو رحمۃ العالمین کے لقب سے نوازے گئے' منصب رسالت پر فائز ہوئے تو ان کے بارہ میں قرآن مجید میں جو ذکر ہوا کہ

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (انعام. ۱۹)

ترجمہ: ''کہہ دیجئے وہ (یعنی اللہ) اکیلا ہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں تمہارے شریکوں سے بیزار ہوں''

ان چند سنائے گئے آیات کا خلاصہ یہ کہ عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس معبودیت اور الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ شرک اصغر سے بچو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ شرک اصغر کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ریا اور دکھاوا یعنی جو کام لوگوں کے دکھاوے اور شہرت کیلئے کیا جائے شرک اصغر ہے۔ اگر کوئی بڑی سے بڑی نیکی بھی اس نیت سے کی جائے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص عبادت گزار اور پارسا ہے وہ بھی شرک کے اسی زمرہ میں شامل ہوگا۔

ارشاد نبوی ہے: من صام یرائی فقد اشرک ومن صلی یرائی ومن تصدق یرائی فقد اشرک

ترجمہ: ''جس نے دکھانے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھانے کے لئے صدقہ خیرات کی اس نے شرک کیا۔''

شرک کی مذمت اور بدترین گناہ ہونے کے ذکر کے بعد اب ہم سب کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ میرا کون سا عمل خالص اللہ کیلئے ہے اور کون سا عمل مخلوق کے دکھاوے کیلئے۔ رب العزت ہم سب کو اپنے اعمال صرف اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے ادا کرنے کی توفیق رفیق فرماویں۔ آیت کریمہ میں جن دیگر منہیات کا ذکر رب ذوالجلال نے فرمایا ہے ان کے بارہ میں ان شاء اللہ اگلے جمعے کو معروضات پیش کروں گا۔